مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ
کراچی

"مُراقبہ میں یہ القا
ہوا کہ یہ گمراہی (قادیانیت)
تیرے سامنے پھیل رہی ہے اور تو
ساکت ہے، اگر قیامت کے
دن باز پرس ہو تو کیا جواب ہو گا"

مولانا سید محمد علی مونگیری رح
بانی ندوۃ العلماء

جلد ۲ | ۲۳ تا ۲۹ مارچ ۱۹۸۴ء مطابق ۱۹ تا ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ | شمارہ ۴۱

خصائل نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۵ - حدثنا محمد بن خلیفۃ و عمرو بن علی قالا حدثنا یزید بن زریع حدثنا حجاج الصواف عن حنان عن ابی عثمان النہدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعطی احدکم الریحان فلا یردہ فانہ خرج من الجنۃ قال ابو عیسیٰ لا یعرف لحنان غیر ھذا الحدیث وقال عبدالرحمن ابن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل حنان الاسدی من بنی اسد بن شریک و ھو صاحب الرقیق عم والد مسدد وروی عن ابی عثمان النہدی وروی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذلک ۔

ترجمہ - ابو عثمان نہدی تابعی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو ریحان دیا جائے اس کو چاہیئے کہ لوٹائے نہیں اس لیے کہ (اس کی اصل) جنت سے نکلی ہے ۔

فائدہ :- ریحان سے خاص یہی قسم مراد ہے یا ہر خوشبو ریحان کہلاتی ہے ۔ اہل لغت کے دونوں قول ہیں اور دونوں یہاں مراد ہو سکتے ہیں ۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے جنت کی خوشبوؤں کی نقل دنیا میں اسی لیے پیدا فرمائی ہے کہ یہ جنت کی طرف ترغیب کا سبب بنے اور زیادتی شوق کا ذریعہ ہو کہ خوشبو کی طرف طبعاً رغبت پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کو ادھر کشش ہوتی ہے لیکن دنیا کی خوشبوؤں کو جنت کی خوشبوؤں سے کیا نسبت کہ ان کی مہک اتنی دور پہنچتی ہے کہ پانچسو برس میں وہ راستہ طے ہو۔

۶ - حدثنا عمر بن اسمٰعیل بن مجالد بن سعید الھمدانی حدثنا ابی عن بیان عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد اللہ قال عرضت بین یدی عمر بن الخطاب فالقی جریر رداءہٗ ومشی فی ازار فقال لہ خذ رداءک فقال عمر للقوم ما رأیت رجلا احسن صورۃ من جریر الا ما بلغنا من صورۃ یوسف علیہ السلام ۔

۶ - جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں (معائنہ کے لیے) پیش کئے گئے ۔ انہوں نے چادر اتار کر صرف لنگی میں چل کر اپنا امتحان کرایا ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چادر لے لو ۔ (معائنہ ہو چکا) پھر قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کبھی کسی کو نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کے جیسا کہ ہم تک پہنچا ۔

فائدہ - یعنی حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کے قصے جو ہم تک پہنچے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جریر سے زیادہ حسین ہوں گے ورنہ ان سے

باقی صد ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۲

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۴۱

فہرست

۱	خصائل نبوی	
	حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲	آپ کے مسائل کا جواب	
	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۴
۳	ابتدائیہ	
	عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۵
۴	صحبت شیخ	
	حضرت مولانا عبدالرشید گنگوہی	۶
۵	کاروانِ ختم نبوت	
	عبدالرحمٰن یعقوب باوا۔	۱۷
۶	محبت رسول ﷺ	
	مولانا محمد اقبال رنگونی	۱۸
۷	نقد و نظر۔	
	ادارہ	۲۳

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۶۰ روپے
ششماہی ــــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساشرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۹۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ترتیب منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ العالی

انسان اور جن میں مناکحت

سائل: محمد علی زگمون برما۔

س انسان عورت سے جنّ مرد کا نکاح اور اس کا برعکس جائز ہے؟ فقہاء نے اس پر بحث کی ہے مفتی بہ قول کیا ہے؟

ج انسان اور جنّ کے درمیان مناکحت جائز نہیں۔ آکام المرجان ص۷۶ میں قاضی بدر الدین شبلی اور ردّ المختار (ص ۵ ج ۳ طبع جدید) میں علامہ شامی نے اس کی تصریح نقل کی ہے۔

س خشکی کے سفر میں مسافت قصر کتنی ہے اور دریائی سفر بحری سفر مسافت قصر کتنی ہے؟

ج مدت سفر میں تین دن کی مسافت ہے۔ برّی سفر میں پیدل متوسط رفتار اور دریائی سفر میں کشتی کی رفتار کا اعتبار ہے آج کل کے تیز رفتار ذرائع مواصلات کا اعتبار نہیں۔

فٹ بال کھیلنا

س کیا فٹ بال کھیلنا جائز ہے؟

ج لہو ولعب بذات خود ناجائز ہے البتہ اگر ورزش کی نیت سے ہو تو گنجائش ہے۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ نیکر پہن کر کھیلتے ہیں۔ ستر کھولنا اور دیکھنا دونوں حرام ہیں۔

ابو الاعلیٰ فرقہ

نعمت اللہ 55/6 ۱۰۔ اورنگی ٹاؤن کراچی۔

س ایک فرقہ "ابو الاعلائی" جس کا بانی چار سو سال پہلے "ابو الاعلیٰ" گذرا ہے۔ یہ عقائد رکھتے ہیں کہ جب قرآن پاک کا نزول ہوا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود اوپر سے جبرائیل ؑ کے ذریعے نیچے خود کو نزول فرما رہے تھے اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو تعجب ہوا اور کئی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام اوپر جاکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے جس کی وجہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پسینے میں شرابور ہو گئے۔ نعوذ باللہ یہ فرقہ اس طرح سے یہ بتاتا ہے کہ اوپر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم خدائی کا کام کرتے تھے اور نیچے بھی خود تھے۔ اس فرقہ نے نعوذ باللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا ہم پلہ بتایا ہے اور قرآن پاک مخلوق بتاکر چار سو سال سے مسلمانوں کے عقائد خراب کر رہا ہے، نیز یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عقائد سینہ بسینہ ماننے والوں کو بتائے جاتے ہیں۔

ج۔ اسلام کے عقائد و اعمال سینہ بسینہ نہیں بلکہ کھلی کتاب کی طرح ہر خاص و عام کو معلوم ہیں پس اسلامی عقائد کے بارے میں سینہ بسینہ ہونے کا دعویٰ ہی اس فرقہ کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے اور نزولِ قرآن کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ معمولی سمجھ بوجھ کے آدمی کے

باقی صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

....اور اب روس کا انعام

قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کو پہلے یہودیوں نے نوبل انعام دیا اور اب روس نے بھی انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"اسلام آباد ۱۰، مارچ (اپ پ) روس کی آکادمی برائے سائنس نے نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کو ۱۹۸۳ء کا "لومونوسو گولڈ میڈل" دینے کا اعلان کیا ہے۔ میڈل طبیعات کے شعبہ میں غیر معمولی کارکردگی پر دیا گیا۔ پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن کی پریس ریلیز کے مطابق ڈاکٹر عبد السلام کو ۱۵، مارچ کو ماسکو میں اکادمی کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ جس میں انہیں یہ میڈل دیا جائے گا۔ اٹھارویں صدی کے روسی سائنسدان، شاعر اور ادبی شخصیت میخائل لومونوسو کے نام پر دیا جاتا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۱، مارچ ۱۹۸۴ء)

اکابرین ختم نبوت شروع سے یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ قادیانی مذہب کے بادہ میں ایک بین الاقوامی پولٹیکل ایجنسی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کار ہیں جس کا کھلا ثبوت ہم پہلے بھی کئی مرتبہ فراہم کر چکے ہیں۔ قادیانیوں نے دنیا اسلام میں اپنے مہرے فٹ کر رکھے ہیں جو اسلام کی قوت و شوکت کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کی سازشوں میں ہر وقت مصروف عمل ہیں یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے کہ قادیانیوں کا مرکز اسرائیل میں ہے۔ اسی دوستی اور ملی بھگت کی بناء پر ڈاکٹر عبد السلام قادیانی کو ایک سازش کے تحت نوبل پرائز دیا گیا جیساکہ ڈاکٹر عبد اللہ کے بیان سے ظاہر ہے۔

اب جب کہ روس کے وزیر دفاع بھارت کا دورہ کر چکے ہیں اور بھارت کو جدید ترین ہتھیاروں سے لیس کرنے کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ افغانستان میں لبنان کی طرح مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں روس کیطرف سے ڈاکٹر عبد السلام قادیانی کو انعام کا دیا جانا ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔ شاید ڈاکٹر عبد السلام کے ذریعہ اس انعام کے صلہ میں مزید جاسوسی کا کام لینا چاہتے ہیں۔

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

صحبتِ شیخ کے بغیر تزکیہ نفس ممکن نہیں

حضرت مولانا عبدالرشید محمود صاحب گنگوہی

پچھلے دنوں ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ بروز اتوار رئیس الاتقیاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پوتے جناب مولانا حکیم عبدالرشید محمود زید مجدھم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن تشریف لائے۔ آپ نے گیارہ بجے دارالحدیث میں طلبہ سے خطاب فرمایا جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ آپ کا خطاب انتہائی مسحور کن تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب کی روح بول رہی ہے۔ زبان میں صلاحت اور حد درجہ ملاحت تھی۔ آپ کے خطاب سے پہلے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی مدظلہ العالی نے تعارفی خطاب فرمایا۔
ذیل میں پہلے حضرت مفتی صاحب کا خطاب اور پھر حضرت گنگوہی مدظلہ کی تقریر قسط وار قارئین ختم نبوت کی نذر کر رہے ہیں۔ اس مضمون کی دو قسطیں پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ چند ناگزیر مصروفیات کی بناء بقیہ حصہ شائع نہ ہو سکا تھا جو اب احباب کے اصرار پر دوبارہ گزشتہ قسطوں کے سمیت مکمل شائع کیا رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحب کا خطاب

خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین ۰ یہ ایک مختصر سی آیت ہے۔ اس میں سارے انسانوں اور امت کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور اگر قرآن و حدیث کو پڑھا جائے تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جمع کرنے والا لفظ تقویٰ ہے۔ اسی لئے تقویٰ کو ملاک الحسنات اور بنیاد حسنات کہا گیا، جتنے حسنات ہیں سب کے سب اس تقویٰ میں داخل ہیں اور جتنی ایسی چیزیں جن سے بچنا ضروری ہے وہ بھی تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ کی سب سے اچھی تفسیر وہ ہے جو حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ ماالتقویٰ تقویٰ کیا ہے تو حضرت ابی بن کعب نے کہا (ابی بن کعب وہ ہیں جو سید القراء ہیں) اے امیرالمومنین آپ کا گذر سفر میں ایسے راستوں پر بھی ہوا ہوگا جہاں پر پگڈنڈی ہوتی ہے۔ دونوں طرف جھاڑیاں ہوتی ہیں تو پھر ایسے موقع پر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا حضرت ثیابی کہ میں اپنے دامن کو سمیٹ لیتا ہوں اور گذرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ فقال ھذا التقویٰ فرمایا کہ یہی تقویٰ ہے۔ اسی میں انسان جو اس شاہراہ پر چل رہا ہے اس میں دونوں طرف گناہوں کی ساحلی کی فسق اور عجیب عجیب افکار باطلہ کی گھاٹیاں ہیں۔ اس میں سے انسان صحیح گذر کر اور اپنے دامن کو کسی معصیت اور کسی گناہ سے آلودہ نہ کرے اور گذر جائے یہی تقویٰ ہے تو گویا کہ جتنے حسنات ہیں وہ سب

تقویٰ میں داخل ہیں چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہو بالکل اسی اعتبار سے تقوی کو سمجھیں اگر کوئی شخص اسلام سے متعلق پوچھے کہ کیا ہے اور اس کا کیا خلاصہ نکلتا ہے؟ تو اس کے جواب میں جامع ترین لفظ تقویٰ ہے۔ اس آیت شریفہ میں ایک تو یہ ہدایت کی گئی کہ تقویٰ اختیار کرو اور دوسری بات اس کے ساتھ بتائی گئی کہ تقویٰ کے اوپر دوام تب حاصل ہو گا جب تم صادقین کے ساتھ رہو گے۔ علماء نے لکھا ہے کہ صدق کی دو قسمیں ہیں، ایک صدق قولی ایک صدق فعلی، ان دونوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اور عرب کے دور جاہلیت کے اشعار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور لغت کے اعتبار سے بھی، جیسا کہ کہا جاتا صادق القول، صادق الفعل اور یہاں کہا گیا کہ تم سچوں کے ساتھ رہو، اگر تاریخ دیکھی جائے خاصکر آخری دور جب مغلوں کا زوال ہو رہا تھا (مغلوں نے چھ سو سال حکومت کی تھی اور اس میں اچھے اچھے لوگ بھی آئے تھے) اور انگریز کی طاقت یہاں آئی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ کے خاندان کو پیدا کیا۔ شاہ ولی اللہ کا خاندان اور ان کے بعد دیو بند کے علماء حضرات نے مل کر تجدید دین کا کام کیا۔ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ تجدید دین صرف ایک فرد سے نہیں ہوتی کبھی کبھی پوری جماعت سے تجدیدی کام لیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے خاندان میں ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے اور پھر اسی کا تمہ یہ حضرات علماء دیو بند تھے۔ دیو بند کے اندر رئیس العلماء رأس الاتقیاء وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تھے بلکہ میں یہ کہتا ہوں حضرت گنگوہیؒ اگر نہ ہوتے اور آپ کی تعلیمات نہ ہوتیں تو شاید ہمارے دیو بند کے بڑے بڑے اکابر شاید کچھ بدعت کی طرف مائل ہو جاتے (میں صرف اشارہ کر رہا ہوں یہ مسئلہ بڑی تفصیل طلب ہے) حضرت گنگوہیؒ کے علوم حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے ذریعہ لوگوں کے سامنے آ چکے ہیں لامع الدراری بخاری کی شرح ہے۔ کوکب الدری، ترمذی کی، بذل المجہود کے اندر مولانا محمد یحییٰ صاحب کے حوالے سے حضرت کی جو چیزیں آ جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا کیسا بڑا علم تھا اور جتنے بڑے عالم تھے۔ ان کا عمل اتنا ہی بڑا تھا۔ ان کا ایک ملفوظ جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ذکر کیا ہے وہ میں بیان کردوں فرمایا کہ "اوامر اور نواہی یہ بالکل ایسے بن جائیں جیسی طبعی چیزیں" یعنی اوامر پر انسان ایسے عمل کرے جیسے طبعی چیزوں پر عمل کرتا ہے، جیسے بھوک ہے پیاس ہے۔ اس وقت انسان کی رغبت کھانے پینے کی طرف ہوتی ہے، بالکل اسی طرح اوامر کی طرف ایک انسان راغب ہو اور نواہی سے ایسا بچے جیسے انسان شیر سے یا کسی موذی چیز سے بچتا ہے ہمارے اکابر علم و عمل کے جامع تھے۔ یہی عرفان علم اور یہی حکمت ہے، پھر حضرت گنگوہیؒ کے صاحبزادے مولانا حکیم مسعود احمد تھے۔ حضرت گنگوہی کو ان سے بڑی محبت تھی۔ یہ بڑے طبیب تھے۔ اسی طرح سے حضرت گنگوہی خود بھی بڑے اچھے طبیب تھے۔ آپ مفرد دواؤں سے بڑا کامیاب علاج کرتے تھے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ لوگ بیمار ہوئے علاج کے لئے دہلی کے بڑے بڑے اطباء کے پاس گئے۔ ان سب سے علاج کر کے حضرت گنگوہی کے پاس آئے یہاں تک کہ حضرت گنگوہی کے صاحبزادے مولانا مسعود صاحب سے بھی علاج کرا لیا لیکن آرام نہ آیا مگر حضرت کے کوئی مفرد دوا لکھ دینے سے اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفا عطا فرماتے، بہر حال اللہ تعالیٰ آپ کو طبابت میں بھی کمال درجہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت حکیم مولانا مسعود کے صاحبزادے مولانا حکیم عبدالرشید محمود ہمارے اور آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں جو آج ہمارے مہمان مکرم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے علوم کو بڑا متحضر کیا ہے۔ (اگرچہ آپ نے تدریس نہیں کی ہے) آپ اونچے طبیب بھی ہیں۔ سب سے پہلے میں نے ان کا ایک مضمون "مکاتیب ثلاثہ" کے نام سے پڑھا تھا (جو جماعت اسلامی کے خلاف تھا۔ سب جماعت والوں نے مل کر جواب لکھنے کی کوشش کی لیکن وہ شاید جواب نہ لکھ سکے۔ یہ بہت اچھا مضمون تھا)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابھی ان کے آپ حضرات کلمات طیبات سنیں گے۔

حضرت حکیم صاحب کا خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ مفتی صاحب نے ابھی یہ آیت پڑھی۔" یاایھا الذین اٰمنو اتقو اللہ وکونو امع الصادقین" معیت بھی، تقویٰ بھی مجھے اس پر ایک بزرگ کی عبارت یاد آئی۔ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ سلسلۃ الذھب ہے کیونکہ یہ ایک ایسی عبارت ہے کہ جس میں علماء کے لئے بھی انتباہ ہے اور صوفیاء کے لئے بھی کہتے ہیں۔ لا دین الاّ بالعلم ولا علم الا بالکتاب ولا کتاب الا بمرادہ سبحانہ ولا یتبینُ مرادہ الا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتفع السنۃ الا بکلام الفقہاء ولا یفید کلام الفقہاءُ الا بالانصباغ ولا یلوح الانصباغ الا بالتزکیۃ ولا تیاتی التزکیۃ الا لمعیۃ الشیوخ ولا المعیۃ الا باتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ معیت کو اتباع کے ساتھ رکھا۔ اسی لئے بزرگوں کی اولاد ان کی بیویاں ان کے خدام باوجود اس کے کہ معیت تو میسر ہوتی ہے لیکن یہ معیت تو مقید و مشروط باتباع النبیؐ ہے چونکہ اتباع نصیب نہیں ہوتا لہذا کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ اللہ پر تقویٰ، صادقین کی معیت بھی میسر ہو اور اتباع بھی اس کے ساتھ نصیب ہو تو سبحان اللہ بات بن جاتی ہے اب میں سوچتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے کیا بیان کروں۔ آپ کے سامنے خطاب کرنا گستاخی ہے۔ علماء کے سامنے بات کرنا ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی منہ بنارہا ہو، کیا عرض کروں۔ کیسے عرض کروں، بہت شرمسار ہوں لیکن آپ نے مجھے یہ عزت بخشی ہے اور یہ مقام دیا ہے کہ میں آپ سے خطاب کروں تو الٹا سیدھا جو کچھ سمجھ میں آتا ہے بیان کرتا ہوں میرے مخاطب علماء نہیں ہوں گے۔ میرے مخاطب طلبہ ہوں گے (جو ہونے والے علماء ہیں)

دیکھئے یہ ایک عمومی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون"، اور کہیں فرماتے ہیں" اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون" کہیں فرماتے ہیں، "قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما"، کہیں ارشاد ہے۔ "واتقوا فتنۃ" لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ"، پھر گویا اس کی تفسیر میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ لا یعذب العامۃ بعمل الخاصۃ حتی یروا المنکر بین ظھرانیھم وھم قادرون علیٰ ان ینکروہ فلا ینکرو فاذا فعلوا ذالک عذب اللہ العامۃ والخاصۃ (مشکوٰۃ ص ۴۳۸)

مصائب، پریشانیاں، نوائب اور نکبات اس دوسرے طبقے کی عمومی حالت پر آپ کے سامنے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج بھی بتایا ہے فرمایا" ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون" اور فرمایا" لولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم"۔ اس علاج کو استعمال نہیں کیا جاتا اور اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ بالکل ایسا ہی ہے کہ کوئی بڑے میاں سڑک پر کچھ تلاش کر رہے تھے۔ ایک صاحب آئے اور پوچھا بڑے میاں کیا ڈھونڈ رہے ہو۔ بڑے میاں نے کہا ایک اشرفی کھو گئی ہے اُسے تلاش کر رہا ہوں وہ بھی ان کے ساتھ مل کر مصروف تلاش ہو گئے، ایک اور آ گئے۔ کہنے لگے، ارے بھائی کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ انہوں نے کہا بڑے میاں کی اشرفی کھو گئی ہے، وہ بھی مصروف ہو گئے۔ جب بہت دیر ہو گئی، اشرفی نہ ملی تو کسی نے کہا بڑے میاں وہ اشرفی کہاں گری تھی تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ لڑھک کر کے کدھر جا سکتی ہے۔ بڑے میاں نے کہا بھائی وہ اشرفی گھر کے اندر گری تھی۔ حیرت سے پوچھا کہ گری تو گھر کے اندر اور تلاش اس کی باہر ہو رہی ہے تو بڑے میاں نے جو جواب دیا وہ اس سے زیادہ ستم ظریفانہ تھا۔ کہا، بات یہ ہے کہ گھر کے اندر تو اندھیرا ہے اور باہر سرکاری لالٹین کی روشنی ہے۔ گھر میں تلاش نہیں کر سکتا، اس لئے میں نے باہر تلاش کرنا شروع کر دیا۔ بزرگو! آج ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے کہ صلاح و فلاح دارین کی اشرفی اپنے گھر میں گم ہو گئی۔ کتاب و سنت کی شمع روشن کر کے اس کو اپنے گھر میں تلاش کرنے کی بجائے دیار اغیار و شعائر اغیار میں ڈھونڈا جا رہا ہے وہاں تو نہیں ملے گی۔ ایسے تو

حرمین شریفین میں تلاش کیجئے کتاب و سنت میں تلاش کیجئے مل جائے گی۔ بزرگو یہ زمانہ مادہ پرستی اور مغرب زدگی کا ہے۔ مذہبی حس فنا ہو گئی۔ باریک بات (جب کہ کچھ زیادہ باریک نہیں) سمجھ میں نہیں آتی مجھے حضرت رومیؒ کا شعر یاد آ گیا۔

تو نہ دیدی گہے سلیماں را
چہ شناسی زبان مرغاں را

اور اقبال نے کہا تھا۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی
تو زیب خوردہ شاہین جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

باتیں معمولی سی ہیں مگر لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتیں۔ اذہان کو مناسبت نہیں رہی، ان علوم، اصطلاحات، مضامین اور ان کوائف سے آج جس ماحول و معاشرے کی ہمارے دماغوں نے تخلیق کر رکھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ نہ تو ہماری ہیئت و ترکیب و تقویم کے مطابق ہے اور نہ ہماری قدو قامت پر راست آ رہی ہے۔ ہم اخلاقی فکری حیثیت سے برابر انحطاط کی طرف جا رہے ہیں، عصر حاضر کا بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ انسان اپنی فکر و توجہ کا مرکز اپنی ذات کو بنائے، پھر کائنات کو سوچنا چاہیئے کہ جس وقت کوئی جہاز کم سے کم مدت میں یورپ امریکہ اور چین پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت ہم کونسی ترقی کا ثبوت دیتے ہیں۔ راحت بخش کاریں، بہترین ریڈیو سیٹ، قیمتی ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ ہم کو اخلاقی نظام، اعصابی توازن، فکری ذکاوت قلبی سکون اور امن و تہذیب و عافیت دینے سے بالکل قاصر ہیں۔ انسان حیرت انگیز مادی صنعتی ترقیات کے ساتھ ساتھ انسانی خصائص و فضائل میں جرأت کے ساتھ تنزل کے مراحل طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی باہر کی دنیا آباد سرسبز و شاداب ہے مگر اندر کی دنیا ویران ہو رہی ہے۔ باہر فتوحات پر فتوحات حاصل کر رہا ہے مگر اندر وہ شکست پر شکست کھا رہا ہے۔ اس نے بہت سی تری اور خشکیوں پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے سرکشوں کو زیر اور رام کر لیا لیکن نفس کی ادنیٰ ترغیبات جھوٹ، دھوکا، فریب، خیانت، بد دیانتی گناہ اور ظلم کے سامنے اس کا قدم بالکل نہیں جمتا، اس کی معلومات روز افزوں ہے مگر اسی رفتار سے اس کا یقین متزلزل ہوتا اور ضمیر مدقوق بنتا چلا جا رہا ہے۔ وہ جانتا سب کچھ ہے، مگر مانتا کچھ بھی نہیں۔ طبیعات، سیاسیات معاشیات اور رسمی اخلاق ان سب نے مل کر ایک ایسے مشینی انسان کی پرورش کی ہے جو یقین کی دولت، بے غرض محبت، بے لوث خدمت اندر کی دل سوزی، لطیف احساس حیا، وفا، مروت، امانت، عدالت اور کسی بالاتر حقیقت سے بالکل ناآشنا ہے۔ اس کا دماغ حقیقی معرفت سے، اس کا دل سچی خلش سے، اس کا پہلو سچے درد سے، اس کی آنکھیں اشک ندامت سے، اس کے دن عیش سے اس کی راتیں گداز سے بالکل فارغ ہیں۔ خدا و رسولؐ کی باتیں اس کی نظر میں بالکل بے معنی، لغو، فضول و عبث مضمون ہیں

پروفیسر جارڈ ایک شخص انگریز گذرا ہے۔ وہ کہتا ہے "علوم طبیعات نے ہمیں وہ قدریں بخشی ہیں جو دیوتاؤں کے شایان شان تھیں لیکن ہم ان کو بچوں اور وحشیوں کے دماغ سے استعمال کر رہے ہیں۔"

یہ بات جو میں نے کہی کہ وہ جانتا سب کچھ ہے مگر ماننا کچھ بھی نہیں چاہتا۔ اس پر مجھے تاریخی بات یاد آئی۔ ایک دفعہ بیان کرتے وقت میری زبان سے نکلا کہ دیکھیے آپ تمام اعصار و امصار پر نظر ڈالیں تمامی ازمنہ و امکنہ کو دیکھ جایئے تاریخ کے تمام اوراق کو الٹ جایئے۔ تمام جغرافیائی حدود کو کھنگال دیکھئے، آپ کو صاف معلوم ہو گا کہ علمی ترقی اور اخلاقی تنزل دونوں ساتھ ساتھ ہوئے ہیں۔ لوگ چونک کر میری طرف دیکھنے لگے کہ کیا کہہ رہا ہے، میں نے کہا چونکئے نہیں۔ میں دلیل پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے شراب کا مضر ہونا جتنا آج انسان جانتا ہے اس سے پہلے نہیں جانتا تھا مگر وہ پہلے سے

زیادہ اس کا رسیا ہے۔ چوری، جھوٹ اور خیانت جیسے مجرمانہ افعال پر اس کے انفرادی اور اجتماعی نقصانات پر ایک شخص مبسوط لیکچر دے دیگا مگر خود اس سے نہیں بچ سکے گا۔ جرائم کیوں ہوتے ہیں۔ اس کے محرکات کیا ہیں۔ یہ ایک مستقل فن بن چکا ہے۔ مگر اس فن کے ماہرین جو حکومتوں کو رپورٹیں مرتب کرکے دے چکے ہیں اور انسداد جرائم کی تدابیر بتلاتے ہیں۔ وہ خود ان جرائم میں رات دن مبتلا پکڑے جا رہے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے بداخلاق ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ اس کے پاس علم موجود نہیں، علم تو اس کے پاس موجود ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کا عطا کردہ وہ یقین موجود نہیں ہے کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے علم کو استعمال کر سکے اور اپنی معلومات کو ٹھکانے لگائے، سلف صالحین کی یہ حالت تھی کہ کانوا یتعلمون الھدی کما یتعلمون العلم۔ جس طرح وہ حضرات علم حاصل کرتے تھے علم کا استعمال بھی سیکھتے تھے اور ان کو یقین، رسوخ کامل حاصل ہوتا تھا۔

بزرگ میں عرض کر رہا تھا۔ ایک افسوس ناک انقلاب (مذہبی جس کی کمی) ملاحظہ فرمائیے کہ اس وقت ہم مسلمانان عالم اس امت مسلمہ کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں اور اس کو جس نظر سے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ فکر و نظر کا ایک افسوس ناک انقلاب ہے۔ ہم یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ امت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ یہ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح ایک قوم ہے۔ اس میں مختلف نسلیں ہیں۔ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ ہیں جن کے گرد مخصوص مقامی حالات ہیں مخصوص مقامی ماحول ہے۔ اس کی طاقتیں صلاحیتیں مادی اسباب وسائل ہر جگہ محدود ہیں۔ دو چیزیں قدر مشترک سب میں پائی جاتی ہیں ایک عقیدہ کی وحدت کہ مسلمان ہیں اور دوسرے مغرب کی دریوزہ گری، نقالی،

مرعوبیت اور سیاست و معیشت میں اس پر کلی اعتماد۔ دنیا کے نقشے پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو اپنی طاقتوں، مادی اسباب وسائل آمدنی، مردم شماری، فوجی قوت، ہتھیاروں کی تعداد کا جائزہ لینے بیٹھ جاتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ سامان جنگ میں ہمارا کتنا حصہ ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم پر مایوسی اور حرماں نصیبی کا احساس طاری ہو جاتا ہے اور ہم یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بس ہم تو ذلت و پستی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ہماری اپنی کوئی زندگی نہیں۔ ہم مغرب کے حاشیہ بردار بن کر ان کی نقالی ہی کی زندگی گذار سکتے ہیں۔ ہماری قسمت یہی ہے کہ ان ممالک کے ۲ حریف خاندانوں کیمونسٹ بلاک اور سرمایہ دار بلاک روس اور امریکہ میں سے کسی ایک سے اپنی قسمت وابستہ کر دیں اور بس۔ یہی انداز فکر آج سارے عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے۔ عرب و عجم ہر جگہ یہی ذہن کام کر رہا ہے مسلمان اسی طرز پر سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہی فکر ترقی یافتہ بھی ہے بلند بھی ہے روشن خیال بھی ہے۔ رہا خدا آخرت اور مذہب کا تصور، تو یہ فرسودہ پامال تصورات ہیں کہ جن کو کسی مقصد اور عوام فریبی کے لیے بطور نعرے کے تو استعمال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ آپ دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ ایسے سیدھے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ ورنہ کیفیت تو یہ ہے کہ:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

یہ فکر تمام اسلامیان عالم میں عام ہو چکا ہے۔ کوئی قرآنی بات آپ نہ شام سے سنیں گے نہ مصر سے نہ حجاز سے نہ انڈونیشیا و ملائشیا سے، ایران سے کہیے آپ نے کسی صدر، سلطان، ارباب و حل و عقد جیسی شخصیات کے بیان میں کبھی کوئی ٹھوس مذہبی بات سنی ہے کبھی "ربنا اذجا ھم باسنا تضرعوا" کی کیفیت والی بات سنی ہے۔ کبھی "ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس"

کی ذہنیت والی بات سنی ہے ۔ کبھی آپ نے انبیاء کرام صحابہ کرام والے ذوق و ذہن والی بات سنی ہے ، نہیں کبھی نہیں ۔ یہی انداز فکر آج سارے عالم پر محیط ہے ۔ سربراہان اسلام کی نشستوں میں تجاویز ، پروگرام اجتماعی رپورٹوں ، سیاست ، معیشت ، اقتصاد اور دفاع کے علاوہ آپ کچھ نہیں سنیں گے ۔ وہاں تعلق مع اللہ ربط باللہ انابت قلوب کی بات آپ نہیں سنیں گے ہر جگہ مادہ ، مادیات ، اسباب ، آلات ، اسلحہ ، فوجی اقتصادی ، سماجی ، معاشی و معاشرتی باتیں ہوں گی اور بس۔

مگر اس عالم اسباب مادیہ میں بھی ایسی جماعتیں بھی پائی گئیں اور ہیں جو اس طرز فکر اور طرز استدلال کو قبول کرنے سے قاصر رہیں اور ہیں وہاں اسباب کی نفی نہیں " اعتماد علی الاسباب " کا انکار ہے ، انہوں نے ہر دور میں ایسا بھرپور اور صالح انقلاب برپا کیا واقعہ یہی ہے کہ اس کا جلدی سے تصور نہیں کیا جا سکتا ۔

شائد اس مجمع میں بعض حضرات میری اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے کہیں کہ صاحب آج بھی کوئی ایسی جماعت ہو سکتی ہے جو اپنے گرد و پیش اور اس کے مادی ماحول سے بلند ہو کر سوچتی ہو اور پھر کامیاب بھی ہو جاتی ہو ، دل تو چاہتا ہے کہ اس کی مختلف جزئیات اور جہات پر روشنی ڈالوں اور مثالیں پیش کروں مگر وقت اتنا نہیں ہے مختصر یہ کہ آپ ایک طائرانہ جائزہ لیجئے ۔

رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیس سال کے اندر اندر غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تیزی کے ساتھ شام ، مصر ، فلسطین ایران و افریقہ کو زیر و زبر کر کے وہاں کلمۃ الحق کو قائم کر دیا ، اس کو تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے وہ کیا اسباب تھے ۔ اور کیا آواز تھی جسے مومن رہے تھے ۔

؎ اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
گرماؤ غلاموں کے لہو سوز یقین سے
کنجشک فرو مایہ کو شاہین سے لڑا دو

واقعہ یہ ہے کہ عرب پہلی صدی ہجری میں تمام دنیا میں پھیل گئے اور پھر اسلام کی وسعتوں کو وسیع کرنے میں اس وقت تک کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جب تک فطرت نے ہی ان کے سامنے ناقابل تسخیر حجابات نہیں کھڑے کر دیئے وہ شمالی افریقہ میں پھیل گئے اور کون کہہ سکتا تھا کہ کہاں جا کر وہ ٹھہرتے ۔

انہوں نے ہسپانیہ کو زیر نگین کیا وہ آگے بڑھنے کے لئے اس وقت تک برابر مضطرب رہے جب تک کہ بحر اٹلانٹک کی موجوں نے ان کے سامنے خط فاصل نہیں کھینچ دیا وہ فارس کو فتح کر کے آگے بڑھے اگر ہندوکش کی سنگین دیواریں ان کے راستے میں حائل نہ ہوں تو اس وقت وہاں آگے بھی پہنچ جاتے تاہم وہ مغربی حصے کے سواحل میں پہنچے ۔

اور ساحل مالابار کی بندرگاہوں پر جو بیں گھنٹوں کے اندر قبضہ کیا حضرت امیر معاویہ کے عہد میں مہلب نے سندھ پر حملہ کیا ۔ مروان کے زمانے میں راجپوتانہ پر حملہ ہوا اجمیر کا راجہ مارا گیا عبدالملک بن مروان نے اسپین کا پروگرام بنایا مگر وہ خلافت عباسی میں ایک اموی شہزادے کے ہاتھوں پورا ہوا ۔ وہاں یہ جماعت قرطبہ ، غرناطہ ، طلیطلہ ، مدینۃ الزہراء اشبیلیہ کے ایوانوں میدانوں کی طرف متوجہ ہوئی تو وہاں گلزار کر دیا ۔ یہ کیا قوت تھی ؟ وہی قوت تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

جس کے نتیجے میں وہ ساری دنیا میں پھیل گئے ۔ ملایا ، جاوا ، سماٹرا ، حبش ، مڈغاسکر ، مکران ، جیحون جمنا اور گنگا کا دلدل ، تہامہ مصر ، شام غرضیکہ ہر جگہ ان کا سکہ قائم ہو گیا ان کے علوم و فنون متفرقہ اور تہذیب کو ساری دنیا نے مشعل ہو کر قبول کر لیا اللہ اکبر ۔ جو کبھی تمام دنیا کے امام تھے اور آج بھی جس کی دینی بیداری اور دعوت کا عزم یورپ کے ہاتھ سے زمام اقتدار چھین سکتا ہے وہ دنیا کو آنے والی تباہی سے بچا سکتا ہے ۔ آج وہ دنیا کا کاروان سالار بننے کی بجائے یورپ کے علم و تہذیب کے ناچلے کی گرد راہ بننے پر فخر کر رہا ہے ۔

؎ وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو ۔

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ انہیں دنیا میں " امامت عالم " کا مقام میسر ہے نہ ان کو سیاسی سربلندی میسر ہے ۔ کبھی وہ

زمانے سے کھیلتے تھے آج زمانہ ان کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ممالک عرب کے حضرات مغربی افکار اور ان کی نظام زندگی سے اتنے متاثر ہیں کہ ان کی بے کار اور طویل کتابوں کو جن کو وہ چھوڑ چکے ہیں پڑھ رہے ہیں۔ مغربی تہذیب سے زبردست تصادم اور ٹکراؤ کے باوجود برصغیر کے متبحر متصلب علماء اور مشائخ کے چند جامع حضرات اور وسیع الفکر اہل علم کی کوششوں سے یہاں ایک ایسا فکری اعتدال اور توازن قائم کر دیا گیا ہے جو دوسرے ممالک میں ہمیں مطلق نظر نہیں آتا۔ وہاں یا تو علماء کی وہ جماعت ہے جن کی نمائندگی جامعہ ازہر کرتا ہے۔ یا پھر آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایجوکیٹ حضرات کا وہ مجمع ہے کہ جنکی نمائندگی جامعہ مصریہ قاہرہ کرتا ہے اور جن پر کتنی مدت تک ڈاکٹر طٰہٰ حسین جیسا ملحد زندیق سربراہ رہا ہے (ابھی چند سال ہوئے مرا ہے)۔ مگر افسوس کہ اس جامعہ ازہر اور جامعہ مصریہ قاہرہ کے اندر نہ تو مشائخ چشتیہ کا سا احسان، نہ مشائخ نقشبندیہ والا اخلاص نہ ولی اللّٰہی مکتبہ فکر جیسی قوت فکر تھی۔ نہ دارالعلوم دیوبند جیسا کوئی دل تھا نہ ندوۃ العلماء جیسی کوئی ترجمانی و تعبیر والی زبان تھی اور نہ تبلیغی جماعت جیسی کوئی سادہ موعظ و تذکیر تھی ویسے ہندوستان میں بھی قبل از تقسیم بہت سی جماعتیں تھیں نیچری جماعت صوفیاء مبتدعین، جاہل ملاؤں کا گروہ جو اسلام کے اصول و فروغ سے جاہل اور دین کے تقاضوں سے بالکل ناواقف، مگر بایں ہمہ الحمد للّٰہ نہایت معتدل اور متوازن فکر و نظر رکھنے والے علماء کتاب و سنت اور واقفین اسرار دین حضرات کا بھی یہ ایک معتدبہ عنصر ہر دور میں موجود رہا اور الحمد للّٰہ آج بھی موجود ہے میں یہاں بھی دیکھ رہا ہوں۔ ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے مگر دیار عرب ان لوگوں سے بالکل خالی رہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کا جوان بری طرح مغربیت کا شکار ہے اس کے دست و بازو شل ہیں ان کا ذہن مفلوج ہے اس کا قلب حرارت ایمانی سے خالی ہے (الا ماشاء اللّٰہ)، دیکھنے والا بڑی حسرت سے کہتا ہے کہ۔

ے ہائے فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی

حالانکہ ان کی بجھی ہوئی صلاحیتوں اور چھپی ہوئی استعداد کو دیکھ کر آج بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان بادلوں میں

دعوت کا کام سوزِ یقین سے بھرپور
اور خونِ جگر سے رنگین ہونی چاہیئے

برسنے والی بجلیاں خوابیدہ ہیں لیکن آج کوئی نہیں ہے جو ایمان و احسان کے مستقیمانہ انداز سے کہہ سکے

ے ان کے مضبوط جہازوں کی مددگار ہے آری
میری ٹوٹی ہوئی کشتی کا سہارا اسلام

وہ اسلام جس کو اپنا کر انہوں نے خشکی و سمندروں تک جھنڈے گاڑ دئیے تھے۔ اور اپنے بلند کردار اور اخلاق سے تمام دنیا کو معمور کر دیا تھا۔ آج وہ اس سے بالکل خالی ہیں۔

ایک بزرگ کی بات مجھے یاد آئی کہ مسلمان، عالم عربی کو اس حیثیت سے دیکھتا ہے کہ وہ اسلام کا گہوارہ ہے انسانیت کی پناہ گاہ ہے۔ عالمی قیادت کا مرکز ہے محمد عربی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عالم انسانیت کی جان ہیں اور اقوام عالم کی وحدت کی اصل ہیں۔

اگر محمد عربی کو عالم عربی سے الگ کر لیا جائے تو عرب اپنی تمام قوتوں و ذخیروں کے باوجود اپنی تمام دولت کے چشموں کے باوجود ان کی حیثیت ایک بے جان لاشے اور نقش بے ربط سے زیادہ نہیں ہے۔

ایک محمد عربی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایسی ذات ہے کہ جس سے عالم عربی وجود میں آیا۔ ورنہ اس سے پہلے یہ دنیا منتشر اور باہم دست و گریبان، قبیلوں اور غلاموں اور بے مصرف صلاحیتوں کا دوسرا نام تھی۔ اس پر گمراہی و جہالت کے بادل چھائے ہوئے تھے یہ ملک شام جو بعد میں عالم عربی کا اہم حصہ قرار پایا اس وقت وہ رومی ایرانی مصری اور ساسانی دولتوں کا شکار تھا۔ عراق بھی کیانی حکومتوں کا شکار تھا۔ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو اس وقت

ان مقامات کی نبضیں ڈوب رہی تھیں۔ ان پر سکرات موت طاری تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی علم و ایمان کی روشنی بخشی۔ تزکیہ و اخلاق کا درس دیا اقتدار استحکام و تسلط عطا فرمایا اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نہ ہوتی تو آج نہ شام ہوتا نہ مصر ہوتا نہ حجاز ہوتا۔ نہ عربوں کے لئے امامت عالم کے استحقاق کا کوئی سوال پیدا ہوتا۔ آج عرب مغربی علوم وتہذیب کیطرف دیوانہ وار لپک رہے ہیں۔ اگر آپ کے لائے ہوئے علوم کی روشنی نہیں لینا چاہتے تو جی یہ چاہتا ہے کہ کوئی ان تک یہ پیغام پہنچا دے کہ واللہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ نعمتوں کو واپس کر دیں۔ اور وہ اپنے قدیم دور جاہلیت کی طرف لوٹ جائیں۔ جہاں روم و ایران کا سکہ چلتا تھا۔ جہاں ظلم اور جہل کا بازار گرم تھا۔ جہاں سامراجیوں کی فرمانروائی تھی۔ جہاں ایک مجبور زندگی تھی۔ یہ تابناک و تاریخ یہ بازار علم و ادب یہ تمام سلطنتیں محمد ﷺ ہی کی جوتیوں کا صدقہ اور فیض ہیں

ع شاید کہ اتر جائے کسی دل میں میری بات

درمیان میں ایک بات عرض کرتا چلوں (علماء کی مجلس ہے) مدینہ طیبہ سے تل ابیب کا فاصلہ ... میلوں کے حساب سے ہے وہ بنی اسرائیل جو کبھی بنو قریظہ کو یاد کر کے روتی ہے۔ کبھی یہود بنو نظیر کبھی بنو قینقاع اور کبھی خیبر کو یاد کر کے روتی ہے جن کا سرزمین یثرب سے اخراج کیا گیا تھا۔ کبھی سعد بن معاذ کو یاد کر کے روتی ہے جنہوں نے یہودیوں کے قتل نامے کے دستاویز پر دستخط کئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔ کبھی ان صحابہ کا ذکر کر کے روتی ہے۔ جنہوں نے ان کو مغلوب و مقہور کر دیا تھا۔ اور جن کی وجہ سے ان کے سینوں میں جوالا مکھی ہے۔ جو پھٹنے کے لئے بیتاب ہے۔ اس کے برعکس پندرہ کروڑ عرب آبادی نہ سعد بن معاذ کا ذکر کرتی ہے۔ نہ فاتح خیبر کا، نہ عمرو بن العاص کا اور نہ سعد بن ابی وقاص کا تذکرہ کرتی ہے۔

کچھ دلالۃ النصوص سے بعض صراحۃ النصوص سے اور بعض اشارۃ النصوص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حجاز مقدس مرکز امن و عبادت ہے۔ شام مرکز شوکت ودفاع ہے۔ مصر مرکز عسکریت ہے۔ حضرت عیسیٰ کا نزول بھی ملک شام ہی میں ہوگا۔ اب خیال فرمائیے مرکز امن و عبادت اسی وقت تک محفوظ ہے۔ جب تک مرکز شوکت و دفاع محفوظ ہے۔ اور مرکز شوکت و دفاع کا تحفظ اسی وقت تک متصور ہوگا۔ جب کہ مرکز عسکریت اپنی جگہ مستحکم ہو۔ مرکز عسکریت کے معطل ہونے پر مرکز شوکت و دفاع کمزور ہوگا۔ جب مرکز شوکت ودفاع معطل ہو جائے گا۔ تو مرکز امن کیسے محفوظ رہے گا آج کی صورت حال یہ ہے کہ مرکز عسکریت کو اسرائیلیوں نے ایسے اڑنگے پر اڑا رکھا ہے۔ کہ اب تک وہ اپنے چھینے ہوئے علاقے بھی واپس نہ لے سکے۔ جہاں تک مرکز شوکت و دفاع کا تعلق ہے اس کے قلب یعنی بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اور بزرگو!

بزرگو! یہ بیت المقدس پر قبضہ ہیں اسے سقوط شام سے تعبیر کرتا ہوں۔ شاید بعض لوگوں کو اس سے اتفاق نہ ہو اور سقوط شام کا حادثہ وہ عظیم حادثہ ہے جو انتہائی تکلیف دہ عبرت انگیز اور جانکاہ ہے۔ ہم نے بچپن میں شام کی تاریخ پڑھی تھی۔ اس ملک کے بارے میں ہمارے اکابر نے ایسے تابناک واقعات اپنے خون سے رقم کئے ہیں جن سے مسلمان ہمیشہ ایمان کا نور اور اسلام کے لئے حرارت محسوس کرتے رہیں گے اس سرزمین پر مسلمان جانبازوں نے ایثار و قربانی جانباز و سرفروشی کے جوہر دکھلائے تھے۔ اور گرم خون سے اس کو لالہ زار بنا دیا تھا۔ مادیت پر روح کے غلبے، طاغوت پر حق کے غلبے اور رذائل پر فضائل کے غلبے کے عقیدوں کو انہوں نے مستحکم کیا تھا۔ شام کی سرزمین اس پر گواہ ہے دشت وکوہسار اس پر گواہ ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اس پر گواہ ہیں۔ سلام ہو بیت المقدس

اور ملک شام پر مقابر انبیاء پر، مقابر شہداء، علماء و صلحا پر۔ واقعہ یہ ہے جب میں قرآن و حدیث پڑھتا

خلوت کی پختگی جلوت میں اثر انگیزی
کی مضبوط ترین بنیاد ہے۔

ہوں تو مجھے اصحاب رسولﷺ، رواۃ حدیث اور فقہاء ملت کی یاد آتی ہے۔ جنہوں نے اس سرزمین پر بیٹھ کر علم کی شاندار خدمات انجام دی تھیں۔ جب ابی بن کعب اقراء القوم کا نام آتا ہے جب حضرت معاذ بن جبلؓ امام العلماء حضرت ابو الدرداءؓ اسی طرح دیگر اکابر امت کا اسم گرامی آتا ہے۔ تو میرا خیال جب ان کا مدفن تلاش کرتا ہے تو وہ اسی شام کے قلعوں اور محلوں میں ملتے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنے اکابر اسلام، آئمہ عظام، صوفیاء کرام، سلاطین مؤرخین، مجاہدین، مجددین، مجتہدین راسخین فی العلم اس سرزمین میں آرام فرما ہیں۔

فرصت ملے تو خاک سے پوچھوں کہ اے زمین
تونے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے۔

زمین کو اگر زبان عطا ہو تو وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ سب میری آغوش میں ہیں۔ میں ان کی امین ہوں۔ وہ میری امانت ہیں۔ کیسے کیسے مشاہیر عالم ابن خلکان ابن عساکر، ابن کثیر، ابو الفداء بغوی، علامہ ابن تیمیہ شیخ ابن عربی اس سرزمین میں آرام فرما ہیں اور وہ شیر (صلاح الدین ایوبیؒ) بھی یہیں آرام فرما ہے۔ جس کی گرج سے دنیا گونج اٹھی تھی۔ اور جس کی للکار نے باطل کا پتہ پانی کر دیا تھا۔ جہاں آج تک یہ کیفیت ہے کہ بڑے بڑے جرنیل جب اس کے مزار پر آتے ہیں تو اپنی ٹوپی اتار کر سر جھکا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ شیر اس سرزمین پر رہا اور پھر اسی خاک میں سو گیا۔ کسی زمانہ میں کتنا بڑا حصہ اس (شام) کے زیرنگین تھا۔

اور دور دراز تک کے ممالک سے اس کو خراج آتا تھا۔ لیکن پھر کیا ہوا۔ شام کی حدیں سکڑ گئیں اور اس کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ وہ دنیا کی قیادت سے ہٹا دیا گیا اور آج دنیا کی مبغوض ترین قوم اس پر قابض ہو گئی۔ ملک شام تو اس کا کیا جواب دے گا۔ میں ہی اس کا جواب دیے دوں وہ یہ ہے کہ ملک شام دعوت کے اس پیغام کو بھول گیا جو رحمۃ للعالمین لیکر آئے تھے وہ بھول گیا۔ ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله کی آیت کو وہ بھول گیا۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر و تومنون باللہ والے پیغام کو وہ بھول گیا۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن وہ بھول گیا۔ ان علیك الا البلاغ، فھل علی الرسل الا البلاغ۔ وما علینا الا البلاغ، یایھا الرسول بلغ کو وہ اس اسلامی سفیر کی بات کو بھول گیا۔ جس نے جرجیر کے بھرے دربار میں (جب جرجیر نے اس سے پوچھا تھا کہ تم کو کون سی چیز یہاں لے کر آئی ہے؟) تو انہوں نے بڑے عزم و جزم اور اعتماد و وثوق کے ساتھ کہا تھا۔ کہ ہم از خود یہاں نہیں آئے اللہ نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ تاکہ لنخرج من شاء من عبادة العباد الی عبادة اللہ وحدہ، ومن ضیق الدنیا الی سعة الاخرۃ ومن جور الادیان الی عدل الاسلام یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھیجا۔ تاکہ ہم اللہ کے بندوں کو اللہ کے بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ وحدہٗ کی غلامی میں داخل کر دیں اور دنیا کی تنگی کو وسعتوں میں بدل دیں اور دنیا کے مذاہب کے مظالم سے نکال کر اسلام کے عدل وقسط میں داخل کر دیں۔

میرے بھائیو! دنیا کو اس وقت اس حیات بخش پیغام کی سخت ضرورت ہے آج بھی اگر مسلمان اس پیغام کو اپنے سینے سے لگا لیں۔ تو ان کی ماضی لوٹ سکتی ہے۔ یاد رکھئے! امامت عالم فنون کے سیکھنے، طبقات کی

سر بلندی، علوم و ثقافت اور قومیت محض سے نہیں ہوتی بلکہ دعوت سے ہوتی ہے۔ دعوت جس قدر پُر خلوص زور دار مقصود جس قدر بلند شخصی اور ملکی قیود سے آزاد ہو گا۔ اسی قدر غلبہ، سیطرت، استیلاء، نام اور استحکام نصیب ہو گا۔ ——— دعوت چاہے مجمل ہو مگر سوز و یقین سے بھرپور ہو اور خون جگر سے رنگین ہو تب ہی کام چل سکتا ہے۔

میں تبلیغی جماعت کے لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ آپ کی دعوت اور طریقہ کار عام دعوت سے بالکل مختلف ہے زندگی کی جدوجہد کے تمام مراحل میں ایمان و یقین کی قوت کے ساتھ اللہ کیطرف رجوع کرنا ہے۔ اور ایک بے بس شکستہ خاطر کی طرح اس کے آستانہ پر بیٹھنا، اس کی ملک میں اپنے کو دنیا اور اس کی آغوش میں اپنے آپ لیسے طور پر سپرد کرنا ہے۔ کہ بس وہی نافع اور ضار ہے اسی کے ہاتھ میں ملکوت کل شئی و مقالید السموٰت والارض، خزائن الرحمۃ اور دنیا و آخرت کی خیریں ہیں یہ ایمان یہ اخلاص یہ توکل یہ تفرع و ابتہال اس جہت کے ساتھ کہ:

تجھ سے توڑوں تو کس سے جوڑ دے
تیری گلی کی دھول بٹور دے
تیری گلی کے ایرے پھیرے
کرتا ہوں میں شام سویرے

ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں دعاء اور دعوت کی قوت پیدا کرو۔ انبیاء علیہم السلام کا یہی کام تھا دعاء اللہ تعالیٰ کو پکارنا، اور دعوت، اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا۔ آپکا عاجزانہ تفرع و ابتہال۔ یہ دعاء و بکاء دعوت الی اللہ میں جاذب عظیم اور عجیب تاثیر بخشے گا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ خلوت کی پختگی جلوت کی اثر انگیزی کی مضبوط ترین بنیاد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیا ہے حبب الیہم الخلاء کانا اول شروع شروع میں آپ کو خلوت محبوب تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی کامیابی و کامرانی کا راز یہی تھا۔ کہ ان کا ایمان طاقتور تھا جبکہ دوسری قوموں کا ایمان بوسیدہ اور مضمحل ہو چکا تھا۔ دوسری قوموں کا سسکتا دم توڑتا ایمان صحابہ کرام کے تازہ اور بھرپور ایمان کی تاب نہ لا سکا۔ ایک دنیا نے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور ان کے قدموں میں آن گرے۔ یہ ایمان و اخلاص والی جماعت افق عالم پر طلوع ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گئی۔ آج مسلمانوں کی تعداد آبادی جزائر شرق الہند سے لے کر مراکش کی آخری حدوں تک اس یقین اور اخلاص سے خالی ہو گئی۔ آج اس امر کی ضرورت ہے آپ خود طلبہ اور مبلغین اپنے اندر اخلاص اور یقین پیدا کریں۔ جس یقین نے دنیا کی تاریخ اور جغرافیے بدل دیئے تھے جس نے دنیا کو بتلا دیا تھا کہ اس طاقت سے بڑی طاقت کا انکشاف آج تک کبھی نہیں ہوا۔

ایک حدیث یاد آ گئی جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو ہلنے لگی۔ پہاڑ پیدا کئے تو زمین ساکن ہو گئی۔ فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ زمین اتنی بڑی اور پہاڑ اتنے تھوڑے سے اس سے معلوم ہوا کہ پہاڑ بہت طاقتور ہیں۔ جس نے زمین کو حرکت کرنے سے روک دیا۔ کیا آپ کی مخلوق میں پتھر سے بھی کوئی چیز زیادہ طاقتور ہے۔ فرمایا وہ آگ ہے۔ جو لوہے کو پانی کیطرح پگھلا دیتی ہے عرض کیا یا اللہ! آگ سے بھی کوئی چیز زیادہ طاقتور ہے فرمایا ہاں پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اس پر سوال کیا گیا یا اللہ! پانی سے بھی زیادہ کوئی چیز طاقتور ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں وہ ہوا ہے۔ جو لاکھوں ٹن وزنی بادلوں کو لئے پھرتی ہے۔ فرشتوں نے پھر سوال کیا یا اللہ! ہوا سے بھی کوئی چیز طاقتور ہے۔ ایک مقام پر فرمایا ہاں مؤمن کا وہ صدقہ کہ ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے کو پتہ نہ چلے، دوسرے مقام پر فرمایا ہاں مؤمن کی آنکھ ایک مخلصانہ آنسو جہنم کی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا

ہے۔ یہ کائنات کی عظیم قوت ہے۔ اس مجمع میں علماء اور طلباء کے علاوہ بھی کچھ حضرات ہوں گے ان کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ سائنس بھی اس چیز (جیسے میں نے حدیث کے حوالے سے تبلایا ہے۔ کہ آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے) کو ثابت کرتی ہے۔ دیکھئے فزکس کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ یہ مادی کائنات چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر بنی ہے جو ناقابل تقسیم ہیں یا یوں کہہ لیجئے۔ جو ناقابل تجزی ہیں

ہیں۔ لیکن اس کے بعد ڈاکٹر والٹن نے اس امر کا انکشاف کیا۔ کہ ناقابل تقسیم اجزاء (ایٹم) کو بھی پھاڑا جا سکتا ہے لیکن جب اس کی تجزی ہوگی اور اس کے جو برآمد ہوں گے وہ برق اور شعاعوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ وہ مادی نہیں ہوں گے۔ اور یہی برق اور شعاعیت ایٹم ہے یہ اتنی ہولناک چیز ہے جس سے اسوقت ساری دنیا لرز رہی ہے۔ دنیا والے ایک دوسرے پر الزام لگا رہے ہیں۔ کہ وہ بنا رہا ہے وہ کہہ رہا ہے تم بنا رہے ہو یہ اتنی تباہ کن چیز ہے۔ کہ جس زمین کے حصے پر پھٹ جائے تو ہزارہا سال کے لئے اس حصے کو ناقابل کاشت بنا دیتی ہے۔ اور ہر ذی روح کو فنا کر دیتی ہے۔ اور اگر اس سے اتر کر آپ سمجھنا چاہیں تو دوسری مثال لیجئے۔ یہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ (بنوری ٹاؤن) ایک بڑا مدرسہ ہے۔ اس میں کافی بجلی خرچ ہوتی ہے۔ بے شمار پنکھے اور ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں۔ اور مشینیں بھی اس سے متعلق ہیں۔ اور میٹر میں صرف ایک کٹ آؤٹ (تار سا) لگا ہوا ہے۔ ساری بجلی روشنی پنکھے وغیرہ کا مدار اسی پر ہے۔ اگر وہ فیوز ہو جائے تو سارے کمرے تاریک ہو جائیں گے۔ پنکھے اور مشینیں چلنی بند ہو جائیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کے آنسو میں بڑی طاقت ہے۔ کہ جس سے جہنم کی آگ کے سمندر بجھ جائیں گے اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایمان اخلاص اور یقین کی دولت سے مالا مال فرمائے (آمین)

بقیہ :- کاروان

میں فوری طور پر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر واقع پرانی نمائش سے رابطہ قائم کریں اور ۲۱ مارچ والے اجلاس کو کامیاب بنائیں

اجلاس نے اپنے اختتام پر قراردادوں کے ذریعہ مولانا اسلم قریشی کی عدم بازیابی پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کو شامل تفتیش کیا جائے ایک قرارداد میں قادیانی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنے اور اخبارات پر مکمل پابندی لگانے کو عملی جامعہ پہنایا جائے تاکہ ملک میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اس کا خاتمہ ہو سکے۔ اجلاس نے مجلس عمل کے تمام مطالبات کی بھرپور تائید کی ہے۔

کاروانِ ختم نبوۃ

کوئٹہ میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے انتظامات

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا اہم اجلاس

کوئٹہ (مجلس تحفظ ختم نبوت دس مارچ کو صوبہ بھر میں یوم شہداء ختم نبوت منائے گی اس روز جلسہ میں شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ آج مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس خطیب جامع مسجد گول چوک مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ یہ کانفرنس مرکزی مجلس عمل کی ہدایت پر اپریل کے پہلے عشرے میں کوئٹہ میں منعقد ہورہی ہے کانفرنس میں ۔ تمام مکتبہ فکر کے علماء کرام دینی اور مذہبی جماعتوں کے رہنما شرکت کریں گے کانفرنس کے انتظامات کے لیے دوسرا اجلاس ۲۰ مارچ کو منعقد ہوگا۔ جس میں مجلس کے تمام عہدیدار ، کارکنوں اور رضاکاروں کو شرکت کی ہدایت کی گئی ہے اجلاس میں ۱۰ مارچ کو یوم شہدائے ختم نبوت کے سلسلے میں آئمہ مساجد اور علمائے کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس روز اجتماعات میں ختم نبوت پر روشنی ڈالیں اور لوگوں کو تحریک کے مقاصد سے آگاہ کریں۔ نماز جمعہ کے اجتماعات میں شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں لاہور کے گلی کوچوں میں دس ہزار سے زائد مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مٹے تھے اور ۱۲ مارچ ۱۹۷۴ء کو مولانا سید شمس الدین شہید ہوئے تھے ۔ ۱۰ مارچ کو جامع مسجد توحیدیہ میں شہداء ختم نبوت کی یاد میں جلسہ ہوگا جس سے مولانا حافظ حسین احمد شرودی ، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی ، حافظ عبدالرشید ہزاروی اور مولانا نذیر احمد تونسوی خطاب کریں گے ۔ اجلاس میں ممتاز عالم دین صاحب زادہ سید فیض الحسن سجادہ نشین کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا ، ان کی موت کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ۔ ان کی دینی تبلیغی خدمات اور تحریک ختم نبوت میں شاندار کارناموں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی اجلاس میں غازی حاجی غلام مصطفےٰ عرف حاجی بانگ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی ۔

کراچی

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک اہم ترین اجلاس آج یہاں کراچی مجلس کے امیر جناب حاجی لال حسین کی صدارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش میں منعقد ہوا ۔ اجلاس میں مجلس کے مرکزی نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰن ، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ، کراچی مجلس کے جنرل سیکرٹری جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا ، کراچی مجلس کے ناظم نشریات مولانا منظور احمد الحسینی اور دیگر اراکین نے شرکت کی ۔ اجلاس میں جناب باوا صاحب نے ، مولانا محمد اسلم قریشی اغوا کیس اور بعد میں پیدا شدہ حالات اور لاہور میں منعقدہ مجلس عمل ۱۶ فروری کے اجلاس کے علاوہ سیالکوٹ میں ۱۷ فروری کی کانفرنس کی روئیداد بتائی اجلاس نے تمام مسائل پر تفصیل سے غور کیا اور فیصلہ کیا کہ کراچی کے تمام علماء کرام ، خطبائے عظام اور آئمہ مساجد کا ایک اجلاس ۳۱ مارچ کو ہوگا جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائیگا اور اس سے قبل ۱۷ مارچ کو جید علماء کرام کا ایک اجلاس بھی بلایا جائے گا تاکہ بڑے اجلاس کے کامیابی کو یقینی بنایا جا سکے ۔ دریں اثنا مولانا مفتی احمد الرحمٰن نے کراچی کے تمام علماء کرام اور ائمہ مساجد سے اپیل کی ہے کہ وہ اس سلسلے

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا خلیل احمد مدنی رح

تحریر: مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی مانچسٹر

اہل عرب کا احترام

حضرت سہارنپوری اہل عرب کا بہت زیادہ احترام فرماتے تھے۔ بالخصوص اہل مدینہ کا، آپ کے رفقاء اور کسی جمّال میں کوئی نزاع ہوتا۔ تو آپ جمال کی طرف داری کرتے۔ اور حضرت کے ساتھ فرمایا کرتے۔ کہ لوگوں کو ان کی قدر نہیں: معلوم بھی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں! یہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچانے والے ہیں یہ میرے محبوب کے ہم وطن ہیں۔

حضرتؒ کی عادت تھی کہ ہر جمّال کو ایک روپیہ یومیہ بھی مزید عطا فرماتے۔ اپنے ساتھ بٹھا کر ان کو کھانا کھلاتے اور ان کا دل خوش کیا کرتے تھے۔ اور اپنے اعزہ و رفقاء کو نصیحت فرماتے کہ ان کے دینے میں ہرگز بخل نہ کرو۔ اسی لئے آپ مدینہ منورہ میں ہدایا قبول کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں کوئی ایسا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ جس سے میرے محبوب کے ہم وطن کے نقصان یا حق تلفی کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ اہل مدینہ کی نقصان رسانی جیران رسولؐ کو ایذا پہنچانے کے حکم میں ہے۔ ہاں جس رقم میں اطمینان ہوتا کہ اہل مدینہ کو جو دینا تھا وہ دے چکے اور اب میں نے نہ لیا تو دل شکنی کے ساتھ گھر واپس جائیں گے۔ تو اس کو قبول فرما لیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الخلیل)

اللہ رے عاشق رسول کہ باوجود خود ہمسایہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن جانے کے ہمسائیگان محبوب کی اس قدر رعایت کہ ہدیہ بھی ان کے دینے سے پہلے قبول نہ فرماتے۔ کہ اس سے میرے محبوب کے ہم وطن کا نقصان ہے۔

خاک مدینہ کا احترام

حضرت سہارنپوری رح کو عرب کے آدمی ہی نہیں بلکہ ہر چیز پیاری تھی۔ خصوصًا مدینہ منورہ کی ہر چیز سے اتنی والہانہ عقیدت تھی۔ جس کی نظیر مشکل ہے۔ آپ کو مدینہ منورہ کی مٹی سے بھی اس قدر پیار تھا۔ کہ زائرین حرمین کو آپؒ خود مدینہ منورہ کی مٹی لے جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس میں شفا ہے۔ مگر مٹی کھانا نہیں۔ کیونکہ ناجائز ہے۔ ہاں لیپ وغیرہ میں استعمال کرنا۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بندہ بھی حضرتؒ کے ہمراہ تھا اور میرے ساتھ میرے چچا بھی تھے۔ مدینہ منورہ پہنچکر ان کو مرض ہوگیا حضرت نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب آسان فرمائے گا۔ میرا خیال یوں کہتا ہے۔ کہ آستانہ شریفہ کی مٹی لے لو اور وہ منہ پر ملو۔ میں نے کہا حضرت وہاں مٹی کہاں۔ فرمایا قالین کے نیچے زمین پہ جو بھی گرد و غبار ہو وہ ہاتھ کو مل لیجئو۔ اور سمیٹ لیجئو۔ مگر روضہ شریف کے قریب کی لیجیو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور بعد نماز

عصر آ کر اپنے ہاتھ سے ان کے چہرہ پر مل کر روئی لپیٹ دی۔ اور عشاء تک حضرت کے ساتھ رہا۔ بعد نماز عشاء آکر مزاج پوچھا تو چچا صاحب نے مسرت کے ساتھ فرمایا ذرا میرا منہ کھول کر تو دیکھو۔ مجھے تو نصف مرض گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوزش ہے نہ کرب۔ اس مٹی نے تو اکسیر سے زیادہ کام دیا۔

شمع مدینہ کا احترام

بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماءِ دیوبند روضۂ مطہرہ سے لگنے والی چیز کے استعمال کرنے کو غلو اور شرک کہتے ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ سے اس کی تردید صریح طور پر واضح ہو رہی ہے۔ حضرت سہارنپوریؒ تو روضۂ شریف کی مٹی کو شفا فرما رہے ہیں اور زائرین حرمین شریفین کو وہاں کی مٹی لانے کی ترغیب فرما رہے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہاں تک روا ہے۔ کہ علماء دیوبند عاشق رسول نہیں۔

کسی نے حضرت سہارنپوری رح سے دریافت کیا کہ روضہ مطہرہ میں روشن ہونے والا موم خدام روضہ سے تبرکاً لینا کیسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا موجب برکت ہے۔ مگر مال وقف ہے کہ یہیں کے استعمال کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے یوں کرو کہ اپنے طور پر بازار سے موم بتی خرید کر خدام کو دے دو۔ کہ وہ روشن کر دیں اور پھر اس کو لے لو۔ (تذکرۃ الخلیل ص۲۷۰)

دیکھئے جہاں ایک طرف آپ نے شمع روضۂ مطہرہ کو موجب برکت بتلا رہے ہیں وہیں پاس شریعت کا کس قدر خیال فرما رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہو جائے اس لئے اس کا طریقہ بھی بتلا دیا۔ کہ بازار سے موم بتی خرید کر روشن کرا دو پھر لے لو یہ ہے عشق رسولؐ اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سنت کی خلاف ورزی ہرگز منظور نہیں

حضرت سہارنپوری رح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ سنت کے خلاف کوئی بات گوارا نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ سفر حج کے دوران مطوف نے آپ کو ایک مقام سے جلد روانہ ہونے کو کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اونٹ چلے جائیں گے تو ہم پیدل بھی انشاء اللہ پہنچ جائیں گے مگر تم یہ چاہو کہ سنت رسولؐ چھوڑ کر تمہارا کہنا مانیں۔ سو اس کی ہرگز ہم سے توقع مت رکھو" (تذکرۃ الخلیل ص۵۸)

یہی وجہ ہے۔ کہ آپ اپنے تمام رفقاء و اعزہ متعلقین و متوسلین کو اتباع شریعت کا احترام اور ان پر عمل کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔ آپ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میرے نزدیک سب سے اول مسلمانوں کے لئے ہر حالت میں شریعت کا اعتقادی و عملی احترام ہے۔ محض زبانی احترام کافی نہیں۔ مسلمانوں کی دنیوی ترقی و فلاح کا ذریعہ بھی کامل اتباع شریعت ہی ہو سکتا ہے جب تک اس اتباع کی روح مسلمانوں میں بالاتفاق پورے طور پر موجود نہیں ہو گی۔ اس وقت تک مسلمان دنیوی مصائب و آلام سے بھی نجات نہیں پا سکتے۔ اگر دنیاوی مصائب دور کرنے کے لئے اتباع شریعت سے غافل ہو کر عقل انسانی پر اعتماد کیا گیا۔ تو یقیناً مسلمانوں کے لئے ناکامیاں اور غیر متوقع مشکلات و تکالیف رو نما ہوں گی"

(اکابر کے خطوط ص۱۴ مطبوعہ سہارنپور)

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:-

"شان حضور اور اتباع سنت میں جتنی ترقی ہو گی۔ اسی قدر قرب الٰہی بڑھے گا۔ اور برکت ہو گی" (تاریخ مشائخ چشت ص۲۴۲)

میرا تعلق سنت کے ساتھ ہے

بزرگوں کا طریقہ رہا ہے کہ ان حضرات نے جس جس سے تعلق رکھا اس کی وجہ محض رضائے الٰہی اور خوشنودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ حضرت مولانا سہارنپوری رح کے ساتھ بھی جس کسی نے اظہار محبت کی آپ پہلے ہی فرما دیا کرتے تھے کہ سنت کا پاس ضروری ہو گا۔ ورنہ میرا تعلق تم سے کچھ نہیں۔ آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں :۔

"میرا تعلق ڈاڑھی کے ساتھ ہے ڈاڑھی رہے گی تو میرا تعلق بھی رہے گا۔ اور یہ ختم ہے تو وہ بھی ختم ہے" (تاریخ مشائخ چشت صـ۳۲۱)

یعنے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محبوب نہیں رکھتا اس پر عمل نہیں کرتا تو پھر میں کیسے ان لوگوں سے تعلق رکھ سکتا ہوں اور حضرت بزبان حال گویا کہہ رہے تھے۔ کہ اگر کل میرے محبوبؐ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ان لوگوں کے ساتھ کیوں تعلق رکھا۔ جو میری سنتوں کا خیال نہ کرتے تھے۔ تو میں کیا جواب دوں گا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرت مولانا سہارنپوری چونکہ مدنی خاک سے پیدا ہوئے تھے اور تقدیر میں مہاجرانہ وفات لکھی تھی۔ اس لئے آپ نے ۱۶ر شوال سے ڈیڑھ سال کی رخصت مدرسہ سے لے کر دار محبوب کا عزم کر لیا اور جانے سے قبل اعزہ و اقارب دوست احباب کے گھر بغرض ملاقات تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ میرا کہا سنا معاف کرنا میں حرمین شریفین جا رہا ہوں اور آپ کی تمنا تھی کہ میری وفات مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا میں ہی ہو۔ چنانچہ آپ نے بذل المجہود کی تالیف کے ابتدائی مرحلے میں اللہ تعالٰے سے تین دعائیں مانگی تھیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ حق تعالٰے سے تین دعائیں مانگی تھیں دو قبول ہو چکیں ایک باقی ہے۔

(۱) مکہ مکرمہ میں پر امن حکومت اسلامی شرعیہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔
(۲) بذل المجہود کی تالیف مکمل ہو جائے
(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن ہونا نصیب ہو جائے۔ بحمد اللہ تعالٰے دو تو مقبول ہو چکیں۔ اب تیسری دعا کا منتظر ہوں۔

چنانچہ جب آپ آخری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ رح نے فرمایا۔

"جب کبھی حاضر آستانہ مطہرہ ہوا ہوں یہی تمنا ساتھ لے کر گیا ہوا ہوں کہ وہاں کی پاک زمین مجھے نصیب ہو جائے ... ... اب بھی اس توقع پر جا رہا ہوں کہ شاید اب میرا وقت آ گیا ہو اور مدینہ طیبہ کی خاک پاک مجھے نصیب ہو جائے۔ اور جوار نبویؐ میں مجھ کو بھی جگہ مل جائے"
(تذکرۃ الخلیل صـ۴۲۱)

اور خواص و عوام اپنوں اور غیروں نے بھی یہ منظر دیکھا کہ اس عاشق رسولؐ کی تمنا بر آئی اور مدینہ منورہ میں ۱۵ر ربیع الاول ۱۳۴۶ھ کو بعد عصر وصال فرمایا اور قبہ اہل بیت کے متصل ہی دفن ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

علماء دیوبند میں کتنے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ہیں جنہوں نے اس ارادے سے وہاں رہائش اختیار کی تاکہ مدینہ منورہ کی خاک پاک انہیں بھی قبول کر لے۔ محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی نے اس لئے وہاں ہجرت کی تھی۔ اور وہ بھی مراد کو پا گئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی بھی اس پاک زمین میں مدفون ہوئے۔ رحمہم اللہ تعالٰے اجمعین۔

کیا ان واضح نصائح و وقائع کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرات وجسارت کر سکتا ہے۔ کہ حضرت مولانا

باقی صـ۲۳ پر

SHAMSI

For

CANVAS

&

TENTS

SHAMSI CLOTH
AND GENERAL MILLS LTD.

(KARACHI PAKISTAN)

HEAD OFFICE:
3, Idris Chambers,
Talpur Road,
Karachi-2.
Phones: 221941 - 238081
Grams: "Canvas" Karachi.
Telex: 24446

MILLS:
A-50, Sind Industrial
Trading Estates
Manghopir Road,
Karachi-16
Phones: 290443 - 290444

آج کے دور میں

ہر گھر کی ضرورت

چینی کے برتن

ھم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ — چلنے میں دیرپا

ایک بار آزمائیے

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ ۲۵/بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۳۹

S-I-T-E

بقیہ :- آپکے مسائل

نزدیک بھی غلط ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی قرآن نازل کرنے والے تھے تو جبرائیلؑ کو واسطہ بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ خلاصہ یہ کہ یہ فرقہ گمراہ ہے ان کو ان عقائد سے توبہ کرنی چاہیئے ۔

داڑھی رکھ کر صاف کرا دینا

سائل محمد اختر حسین اطہر راولپنڈی

س میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے داڑھی رکھ کر صاف کرا دی ہے سب کہتے ہیں کہ سخت گناہ ہے ۔ آپ بتائیں کہ اگر گناہ ہے تو اس کا کیا کفارہ ادا کر سکتا ہوں ۔

ج ۔ اس گناہ کبیرہ کا کفارہ یہی ہے کہ اس سے توبہ کریں اور داڑھی دوبارہ پختہ عزم سے رکھ لیں اور یہ یقین کریں کہ شاید آپ کا یہی عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے اور نجات کا ذریعہ بن جائے ۔

بقیہ :- خصائل نبویؐ

علاوہ ان سے زیادہ حسین کوئی معلوم نہیں ہوتا ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے موقعہ پر لشکر کا تفصیلی معائنہ فرمایا ہر ایک کا امتحان لیا جن میں یہ بھی پیش ہوئے اس حدیث میں چند اشکالات ہیں جو اختصاراً ترک کئے جاتے ہیں ان کے منجملہ ایک اشکال یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا استثناء کیا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کا استثناء نہ کیا مگر ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال و کمال حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھا ہوا تھا تو ان کے استثنا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا استثناء خود ہی ہو گیا اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جمال عام طور سے مستور ہی تھا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے ۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ اس حدیث کو باب سے بھی کچھ مناسبت نہیں اس کے جوابات ہیں ایک توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ خوبصورتی کو خوشبو لازم ہوتی ہے جو شخص جس درجہ کا حسین ہوتا ہے ویسی ہی مستانہ خوشبو اس کے بدن و لباس سے مہکا کرتی ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمل المخلوقات اور بدر البدور ہونا مسلم ہے اس لیے اس کو طبعی خوشبو لازم ہے

بقیہ :- محبت رسولؐ

سہارنپوری رح عاشق رسولؐ نہ تھے ۔ اور حضرت مولانا رح کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت نہ تھی ۔ اور اگر پروپیگنڈہ ہے تو پھر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بڑے خادم اور شیخ کے بارے میں گستاخیوں پر اترنے والے خود بتائیں کہ اپنی آخرت کیوں برباد کر رہے ہیں ۔

اس میں حیران ہوں کہ کس کس کا گلہ تجھ سے کروں
بدگمانی کا تغافل کا ۔ یا کہ تیرے کہنے کا ۔

ادارہ

نقد و نظر

تبصرہ طلب کتاب کے دو نسخے روانہ فرمائیں۔

فتاویٰ مظاہر علوم جلد اول المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ

از حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز

صفحات: ۴۶۹ ، قیمت مجلد ۶۶/۰

پتہ:- مکتبۃ الشیخ ۳/۳۶۷، بہادر آباد، کراچی ۵

جامعہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور، دار العلوم دیوبند کا قرین و ردیف ہے حضرت اقدس مولانا محمد مظہر نانوتوی قدس سرہٗ سے لے کر آج تک نہایت بلند پایہ و عالی مرتبت شخصیتیں اس کی تدریس و تنظیم کے شعبوں سے وابستہ رہی ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت اقدس الحافظ الحجۃ سیدنا مرشدنا مولانا الحاج محمد زکریا کاندھلویؒ مہاجر مدنی۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ (نور اللہ مراقدہم و قدس اسرارہم) اور حضرت اقدس مولانا انعام الحسن کاندھلوی مدت فیوضہم جیسے اکابر اسی چشمۂ آبِ حیواں سے سیراب ہوئے جن کے فیوض و برکات اور ارشادات و افادات سے ایک عالم منور ہوا۔

مظاہر علوم میں قدیم ہی سے افتاء کا شعبہ بھی قائم رہا جس پر دینی تصلب اور اتباع سلف کی چھاپ ہمیشہ نمایاں رہی مدرسہ سے جو فتاویٰ جاری ہوتے تھے ان میں سے اہم فتاویٰ کا رجسٹروں میں اندراج ہو جاتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ اس خزانہ عامرہ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ زیر نظر جلد فتاویٰ مظاہر علوم کی پہلی جلد ہے جس میں صرف حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں اور حضرتؒ کی نسبت سے اس کا نام فتاویٰ خلیلیہ رکھا گیا ہے۔

حضرت اقدس سہارنپوری قدس سرہٗ اپنے دور کے بلند پایہ محدث و فقیہ، بے عدیل متکلم و مناظر اور عالی مرتبت شیخ طریقت تھے۔ امام ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ اعظم اور آپ کے ظاہری و باطنی علوم کے وارث اور امین تھے۔

فتاویٰ خلیلیہ میں بیشتر ان مسائل سے تعرض کیا گیا ہے جو اکابر اہل فتویٰ کے درمیان معرکۃ الآرا تھے۔ اور جن میں حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ نے ایسا محاکمہ فرمایا کہ اس سے حضرت کی فقیہانہ بصیرت اور مجتہدانہ عبقریت نمایاں ہوتی ہے۔ اور جس سے صرف عام مشہور غلطیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ بلکہ اہل فتویٰ کو فتویٰ نویسی کے لیے راہنما اصول بھی ہاتھ آتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دام فیضہم کا پیش لفظ۔ اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی مد فیوضہم کے "کلمات طیبات" ہیں جن میں ان فتاویٰ اور اہل فتاویٰ کا مختصر تعارف ہے۔ نیز مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری (بید مجدہ) جو ہمارے حضرت شیخ الامام الحافظ الحجۃ مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے نواسے بھی ہیں اور مجاز بھی) کے قلم سے ایک مبسوط مقدمہ ہے (جسے حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ کی مختصر سوانح عمری کہنا موزوں ہوگا) جس میں حضرت کے فقہی مقام و مرتبہ اور فتویٰ نویسی کے بارے میں آپ کے معمولات و ہدایات کا تذکرہ بہت ہی مؤثر پیرائے میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان فتاویٰ کے مرتب جناب سید مولانا محمد خالد صاحب کا دیباچہ ہے جس میں ان فتاویٰ کی اہمیت اور مرتب کے التزامات کا ذکر ہے۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

اِعجازِ محبت

کچھ اس ادا سے وہ جلوے دکھائے جاتے ہیں
کہ میرے دیدہ و دل میں سمائے جاتے ہیں

چمک رہی ہیں مزارِ نبیؐ پہ قندیلیں
ستارہ ہائے فلک جھلملائے جاتے ہیں

کہیں تو کیا نازو نیاز کے اسرار
کہیں یہ راز کسی کو بتائے جاتے ہیں

امین دردِ محبت ہیں عاشقانِ رسولؐ
تڑپ رہے ہیں مگر مسکرائے جاتے ہیں

بجا ہے ناز کریں جتنا اپنی قسمت پر
جو خوش نصیب مدینے بلائے جاتے ہیں

ہر ایک کو دردِ محبت مگر نصیب کہاں
جو اہل دل ہیں وہی آزمائے جاتے ہیں

کچھ اور راز محبت ابھی چھپانا تھا
یہ اشک آنکھوں سے کیوں باہر آئے جاتے ہیں

حریم حُسن کے انوار لُوٹتے ہیں وہی
جو شب کو پچھلے پہر سے جگائے جاتے ہیں

حمید اس کو محبت کا معجزہ کہئے
مٹائے جاتے ہیں جتنا بنائے جاتے ہیں

حمید صدیقی لکھنوی